فداك أبي وأمي يا رسول الله ﷺ



بفیض روحانی نمونۂ شدت حضرت عمر و اعلیحضرت خلیفہ و مظہر اعلی حضرت امام المناظرین شیر بیشۂ سنت الشاہ مفتی حشمت علی خان قادری رضوی رضی المولیٰ عنہ

# ماہنامہ حشمت ضیا

سنیت کا کام کریں گے — فتاویٰ رضویہ عام کریں گے


مدیر اعلی :- نبیرۂ مظہر اعلی حضرت شہزادۂ ناصر ملت علامہ مفتی

محمد مشارب الحشمت صاحب قبلہ حشمتی

ناشر - مکتبۂ حشمتیہ



© Mahnama Hashmat Ziya | فروری ۲۰۲۳ - Feb 2023 | تاج المشائخ فاؤنڈیشن

# ماہنامہ

# حشمت ضیا

فروری ۲۰۲۳ء

مدیراعلی

نبیرۂ مظہر اعلی حضرت شہزادۂ ناصر ملت

علامہ مفتی **محمد مشارب الحشمت** صاحب قبلہ حشمتی

ناشر

**مکتبۂ حشمتیہ**

# بفیض رُوحانی

شہزادۂ رسول، امام الولایت، طبیب جمیع امراض ظاہری و باطنی **امام ابو عبداللہ جعفر بن محمد الصادق** رضی المولیٰ عنہ

ثم

امام الائمہ کاشف الغمہ **امام اعظم ابوحنیفہ سیدنا نعمان بن ثابت** رضی المولیٰ عنہ

ثم

سید الطائفہ **خواجہ جنید بغدادی** رضی المولیٰ عنہ

ثم

شہزادۂ سلطان الہند سید الاسخیاء **خواجہ سید فخر الدین چشتی** رضی المولیٰ عنہ

ثم

سلطان التارکین خلیفۂ غریب نواز **سرکار صوفی حمید الدین ناگوری** رضی المولیٰ عنہ

ثم

سرکار **شیخ حسام الدین** جگر سوختہ رضی المولیٰ عنہ

# زیر سایۂ کرم

شہزادۂ مظہر اعلیٰ حضرت، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، شیر ہندوستان حشمتی شمشیر

فاتح کشمیر امام حق **حضرت علامہ مفتی محمد ادریس رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

و

شہزادۂ مظہر اعلیٰ حضرت، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، عارف باللہ، قطب زمن

مفتی اعظم پیلی بھیت **حضرت علامہ مفتی محمد معصوم رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

و

شہزادۂ مظہر اعلیٰ حضرت، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، صاحب کشف و کرامت،

مشکوۃ العارفین، جنید زماں **حضرت علامہ مفتی محمد ناصر رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

و

نبیرۂ مظہر اعلیٰ حضرت، محقق عصر، رئیس التحریر،

مصنف کتب کثیرہ **حضرت علامہ مفتی محمد فاران رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

# ماہنامہ حشمت ضیا کے دو سال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم علیہ و علی آلہ وسلم

ایسا لگتا ہے کہ ابھی کل ہی کی بات ہے کہ میرے اتالیق حضرت علامہ مفتی محمد فاران رضا خان صاحب قبلہ حشمتی سے اجازت چاہی، قطب زمن سرکار معصوم ملت کی دعائیں لی اور بزرگوں کی نصرت سے یہ سلسلہ شروع کیا اور اب جب دیکھتا ہوں تو دو سال اس کے پورے ہوتے نظر آتے ہیں۔ یہ فقط ہمارے رب کریم کی توفیق سے ہمارے سرکاروں کے کرم سے ہیں۔ع احسان ترا شمار نتوانم کرد۔ الحمد للہ رب العالمین۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ کام بہت اچھا ہے، بڑا ہے اسے جاری رکھیے کوئی کہتا ہے اس سے کوئی خاص فائدہ نہیں ہو رہا مگر توفیقِ الٰہی سے ہمیں اس سے کیا مطلب کہ کوئی تعریف کرے یا برائی، ہمارے بزرگوں نے تو ہمیں سکھایا کہ ہمیشہ دل سے کہو اللّٰھم انت مقصودی و رضاک مطلوبی اے اللہ تو ہی میرا مقصود ہے اور تیری رضا میرا مطلوب ہے۔ وہ راضی ہے اس قدر کافی ہے۔

ماہنامہ حشمت ضیا کے مضامین چونکہ بزرگانِ دین کی ایسی تحاریر ہیں جو اس فتنے کے دور میں، (جہاں غیر تو غیر اپنے کہلانے والے مقررین بھی عوام کو ڈبوتے ہیں) مشعلِ راہ ہیں اور صراط مستقیم یعنی صحیح معنوں میں مسلک اعلیحضرت کا راستہ بتاتے ہیں۔ عوام و علماء اہلسنت کو چاہیے کہ اس پر گہری نظر رکھیں اور بزرگوں کے فیض سے مستفیض ہوں، نیز کسی طرح کی شرعی غلطی ہو تو آگاہ فرمائیں۔ دعا ہے کہ مولی تعالی ہم سبھوں کو ایمان کامل عطا فرمائے مسلک اعلی حضرت پر سختی سے گامزن رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور اسی پر خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

عبید حشمت علی خادم ماہنامہ حشمت ضیا۔

# فہرست



**نوٹ:** تمام مشمولات کی صحت و درستگی پر مجلس ادارت کی گہری نظر رہتی ہے پھر بھی اگر کوئی شرعی غلطی راہ پاجائے تو آگاہ فرما کر اجر کے مستحق بنیں۔ ان شاءاللہ تعالی کسی قریبی شمارے میں تصحیح کردی جائیگی۔

## نعت شریف

# قصیدۂ معراجیہ

از— سرکار اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان قادری رضی المولیٰ عنہ

---

وہ سرورِ کشورِ رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے
نئے نرالے طرب کے ساماں عرب کے مہمان کے لئے تھے

بہار ہے شادیاں مبارک چمن کو آبادیاں مبارک
ملک فلک اپنی اپنی لے میں یہ گھر عنادل کا بولتے تھے

وہاں فلک پر یہاں زمیں میں رچی تھی شادی مچی تھی دھومیں
ادھر سے انوار ہنستے آتے ادھر سے نفحات اٹھ رہے تھے

یہ چھوٹ پڑتی تھی ان کے رخ کی کہ عرش تک چاندنی تھی چھٹکی
وہ رات کیا جگمگا رہی تھی جگہ جگہ نصب آئینے تھے

نئی دلہن کی پھبن میں کعبہ نکھر کے سنورا سنور کے نکھرا
حجر کے صدقے کمر کے اک تل میں رنگ لاکھوں بناؤ کے تھے

نظر میں دولہا کے پیارے جلوے حیا سے محراب سر جھکائے
سیاہ پردے کے منہ پہ آنچل تجلی ذات بحت کے تھے

خوشی کے بادل امڈ کے آئے دلوں کے طاؤس رنگ لائے
وہ نغمۂ نعت کا سماں تھا حرم کو خود وجد آ گئے تھے

یہ جھوما میزاب زر کا جھومر کہ آ رہا کان پر ڈھلک کر
پھوہار برسی تو موتی جھڑ کی حطیم کی گود میں بھرے تھے

دلہن کی خوشبو سے مست کپڑے نسیم گستاخ آنچلوں سے
غلاف مشکیں جو اڑ رہا تھا غزال نافے بسا رہے تھے

پہاڑیوں کا وہ حسن تزیین وہ اونچی چوٹی وہ ناز و تمکین
صبا سے سبزہ میں لہریں آئیں دوپٹے دھانی چنے ہوئے تھے

نہا کے نہروں نے وہ چمکتا لباس آب رواں کا پہنا
کہ موجیں چھڑیاں تھیں دھار لچکا حباب تاباں کے تھل ٹکے تھے

پرانا پر داغ ملگجا تھا اٹھا دیا فرش چاندنی کا
ہجوم تار نگہ سے کوسوں قدم قدم فرش باولے تھے

غبار بن کر نثار جائیں کہاں اب اس رہ گزر کو پائیں
ہمارے دل حوریوں کی آنکھیں فرشتوں کے پر جہاں بچھے تھے

خدا ہی دے صبر جان پر غم دکھاؤں کیونکر تجھے وہ عالم
جب ان کو جھرمٹ میں لے کے قدسی جناں کا دولہا بنا رہے تھے

اتار کر ان کے رخ کا صدقہ وہ نور کا بٹ رہا تھا باڑا
کہ چاند سورج مچل مچل کر جبیں کی خیرات مانگتے تھے

وہی تو اب تک چھلک رہا ہے وہی تو جوبن ٹپک رہا ہے
نہانے میں جو گرا تھا پانی کٹورے تاروں نے بھر لئے تھے

بچا جو تلوؤں کا ان کے دھوون بنا وہ جنت کا رنگ و روغن
جنہوں نے دولہا کا پائی اترن وہ پھول گلزار نور کے تھے

خبر یہ تحویل مہر کی تھی کہ رت سہانی گھڑی پھرے گی
وہاں کی پوشاک زیب تن کی یہاں کا جوڑا بڑھا چکے تھے

تجلی حق کا سہرا سر پر صلوۃ و تسلیم کی نچھاور
دو رویہ قدسی پرے جما کر کھڑے سلامی کے واسطے تھے

جو ہم بھی واں ہوتے خاک گلشن لپٹ کے قدموں سے لیتے اترن
مگر کریں کیا نصیب میں تو یہ نامرادی کے دن لکھے تھے

ابھی نہ آتے تھے پشت زیں تک کہ سر ہوئی مغفرت کی شلک

صدا شفاعت نے دی مبارک گناہ مستانہ جھومتے تھے

عجب نہ تھا رخش کا چمکنا غزال دم خوردہ سا بھڑ کنا

شعاعیں بکے اڑا رہی تھی تڑپتے آنکھوں پہ صاعقے تھے

ہجوم امید ہے گھٹاؤ مرادیں دے کر انہیں ہٹاؤ

ادب کی باگیں لئے بڑھاؤ ملائکہ میں یہ غلغلے تھے

اٹھی جو گرد رہ منور وہ نور برسا کہ راستے بھر

گھرے تھے بادل بھرے تھے جل تھل امنڈ کے جنگل ابل رہے تھے

ستم کیا کیسی مت کٹی تھی قمر وہ خاک ان کے رہ گذر کی

اٹھا نہ لایا کہ ملتے ملتے یہ داغ سب دیکھنا مٹے تھے

براق کے نقش سم کے صدقے وہ گل کھلائے کہ سارے رستے

مہکتے گلبن مہکتے گلشن ہرے بھرے لہلہا رہے تھے

نماز اقصیٰ میں تھا یہی سر عیاں ہوں معنی اول آخر

کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

یہ ان کی آمد کا دبدبہ تھا نکھار ہر شے کا ہو رہا تھا
نجوم وافلاک جام و مینا اجالتے تھے کھنگالتے تھے

نقاب الٹے وہ مہر انور جلال رخسار گرمیوں پر
فلک کو ہیبت سے تپ چڑھی تھی تپکتے انجم کے آبلے تھے

یہ جوشش نور کا اثر تھا کہ آب گوہر کمر کمر تھا
صفائے راہ سے پھسل پھسل کر ستارے قدموں پہ لوٹے تھے

بڑھا یہ لہرا کے بحر وحدت کہ دھل گیا نام رنگ کثرت
فلک کے ٹیلوں کی کیا حقیقت یہ عرش و کرسی دو بلبلے تھے

وہ ظل رحمت وہ رخ کے جلوے کہ تارے چھپتے نہ کھلنے پاتے
سنہری زربفت اودی اطلس یہ تھان سب دھوپ چھاؤں کے تھے

چلا وہ سرو چماں خراماں نہ رک سکا سدرہ سے بھی داماں
پلک جھپکتی رہی وہ کب کے سب این وآں سے گزر چکے تھے

جھلک سے اک قدسیوں پر آئی ہوا بھی دامن کی پھر نہ پائی
سواری دولہا کی دور پہنچی برات میں ہوش ہی گئے تھے

تھکے تھے روح الامین کے بازو چھٹا وہ دامن کہاں وہ پہلو

رکاب چھوٹی امید ٹوٹی نگاہ حسرت کے ولولے تھے

روش کی گرمی کو جس نے سوچا دماغ سے اک بھبوکا پھوٹا

خرد کے جنگل میں پھول چمکا دہر دہر پیڑ جل رہے تھے

جلو میں مرغ عقل اڑے تھے عجب برے حالوں گرتے پڑتے

وہ سدرہ ہی پر رہے تھے تھک کر چڑھا تھا دم تیور آ گئے تھے

قوی تھے مرغان وہم کے پر اڑے تو اڑنے کو اور دم بھر

اٹھائی سینے کی ایسی ٹھوکر کہ خون اندیشہ تھوکتے تھے

سنا یہ اتنے میں عرش حق نے کہا مبارک ہوں تاج والے

وہی قدم خیر سے پھر آئے جو پہلے تاج شرف تیرے تھے

یہ سن کے بے خود پکار اٹھا نثار جاؤں کہاں ہیں آقا

پھر ان کے تلوؤں کا پاؤں بوسہ یہ میری آنکھوں کے دن پھرے تھے

جھکا تھا مجرے کو عرش اعلیٰ گرے تھے سجدے میں بزم بالا

یہ آنکھیں قدموں سے مل رہا تھا وہ گرد قربان ہو رہے تھے

ضیائیں کچھ عرش پر یہ آئیں کہ ساری قندیلیں جھلملائیں
حضور خورشید کیا چمکتے چراغ منہ اپنا دیکھتے تھے

یہی سماں تھا کہ پیک رحمت خبر یہ لایا کہ چلئے حضرت
تمہاری خاطر کشادہ ہیں جو کلیم پر بند راستے تھے

بڑھ اے محمد قریں ہو احمد ،قریب آ سرور ممجد
نثار جاؤں یہ کیا ندا تھی یہ کیا سماں تھا یہ کیا مزے تھے

تبارک اللہ شان تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی
کہیں تو وہ جوش لن ترانی کہیں تقاضے وصال کے تھے

خرد سے کہہ دو کہ سر جھکالے گماں سے گزرے گزرنے والے
پڑے ہیں یاں خود جہت کو لالے کسے بتائے کدھر گئے تھے

سراغ این و متی کہاں تھا نشان کیف والٰی کہاں تھا
نہ کوئی راہی نہ کوئی ساتھی نہ سنگ منزل نہ مرحلے تھے

ادھر سے پیہم تقاضے آنا ادھر تھا مشکل قدم بڑھانا
جلال و ہیبت کا سامنا تھا جمال و رحمت ابھارتے تھے

بڑھے تو لیکن جھجکتے ڈرتے حیا سے جھکتے ادب سے رکتے

جو قرب انہیں کی روش پہ رکھتے تو لاکھوں منزل کے فاصلے تھے

پر ان کا بڑھنا تو نام کو تھا حقیقۃً فعل تھا ادھر کا

تنزلوں میں ترقی افزا دنا تدلّٰی کے سلسلے تھے

ہوا یہ آخر کہ ایک بجرا تموج بحر ہو میں ابھرا

دنا کی گودی میں ان کو لے کر فنا کے لنگر اٹھا دیئے تھے

کسے ملے گھاٹ کا کنارہ کدھر سے گزرا کہاں اتارا

بھرا جو مثل نظر طرارا وہ اپنی آنکھوں سے خود چھپے تھے

اٹھے جو قصر دنٰی کے پردے کوئی خبر دے تو کیا خبر دے

وہاں تو جا ہی نہیں دوئی کی نہ کہہ کہ وہ ہی نہ تھے ارے تھے

وہ باغ کچھ ایسا رنگ لایا کہ غنچہ و گل کا فرق اٹھایا

گرہ میں کلیوں کے باغ پھولے گلوں کے تکمے لگے ہوئے تھے

محیط و مرکز میں فرق مشکل رہے نہ فاصل خطوط واصل

کمانیں حیرت میں سر جھکائے عجیب چکر میں دائرے تھے

حجاب اٹھنے میں لاکھوں پردے ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے
عجب گھڑی تھی کہ وصل فرقت جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے

زبانیں سوکھی دکھاکے موجیں تڑپ رہی تھیں کہ پانی پائیں
بھنور کو یہ ضعف تشنگی تھاکہ حلقے آنکھوں میں پڑگئے تھے

وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے

کمان امکاں کے جھوٹے نقطو تم اول آخر کے پھیر میں ہو
محیط کی چال سے تو پوچھو کدھر سے آئے کدھر گئے تھے

ادھر سے تھیں نذر شہ نمازیں ادھر سے انعام خسروی میں
سلام ورحمت کے ہار گندہ کر گلوئے پرنور میں پڑے تھے

زبان کو انتظار گفتن تو گوش کو حسرت شنیدن
یہاں جو کہنا تھا کہہ لیا تھا جو بات سننی تھی سن چکے تھے

وہ برج بطحا کا ماہ پارا بہشت کی سیر کو سدھارا
چمک پہ تھا خلد کا ستارا کہ اس قمر کے قدم گئے تھے

سرور مقدم کے روشنی تھی کہ تابشوں سے مہ عرب کی
جناں کے گلشن تھے جھاڑ فرشی جو پھول تھے سب کنول بنے تھے

طرب کی نازش کہ ہاں لچکیئے ادب وہ بندش کہ ہل نہ سکئے
یہ جوش ضدین تھا کہ پودے کشاکش ارہ کے تلے تھے

خدا کی قدرت کہ چاند حق کے کروڑوں منزل میں جلوہ کر کے
ابھی نہ تاروں کی چھاؤں بدلی کہ نور کے تڑکے آلئے تھے

نبیٔ رحمت شفیع امت رضاؔ پہ للہ ہو عنایت
اسے بھی ان خلعتوں سے حصہ جو خاص رحمت کے واں بٹے تھے

ثنائے سرکار ہے وظیفہ قبول سرکار ہے تمنا
نہ شاعری کی ہوس نہ پرواروی تھی کیا کیسے قافیے تھے

**(حدائق بخشش)**

# تواضع

از-امام ابو لقاسم عبدالکریم بن ہوازن قشیری رضی المولیٰ عنہ

حضرت ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اگرلوگ اس بات پر اکٹھے ہو جاتے کہ وہ میری قدر اس طرح گھٹا دیں جس طرح میں نے خود اپنی گھٹا رکھی ہے تو وہ اس پر قادر نہ سکیں گے۔"

کہا گیا ہے کہ جو شخص اپنی قدر نہیں گھٹاتا دوسروں کے نزدیک اس کی قدر بلند نہیں ہوتی (اور قدر گھٹانے سے مراد تواضع ہے)۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ مٹی پر ہی سجدہ کرتے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہو گا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہو۔"

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب اللہ نے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کو غرق کیا تو دوسرے پہاڑوں نے اپنا سر اونچا رکھا جب کہ جودی پہاڑ نے سر جھکا دیا تو اللہ نے اسے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کا ٹھکانہ بنا دیا۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیز تیز چلتے تھے اور فرماتے تھے اس طرح کام جلد سر انجام پاتے ہیں اور یہ بات تکبر سے بھی دور رکھتی ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ رات کے وقت کچھ لکھ رہے تھے اور آپ کے پاس مہمان تھا۔ قریب تھا کہ چراغ بجھ جاتا مہمان نے کہا میں اٹھ کر چراغ کو درست کرتا ہوں۔

آپ نے فرمایا "نہیں، مہمان سے خدمت لینا شرافت نہیں۔"

اس نے کہا خادم کو بیدار کریں۔

آپ نے فرمایا "نہیں، یہ ابھی ابھی سویا ہے۔ چنانچہ آپ تیل کی صراحی کی طرف اٹھے اور چراغ میں تیل ڈالا۔"

مہمان نے کہا: اے امیر المومنین آپ بذاتِ خود اٹھے؟

آپ نے فرمایا: میں اٹھا تو بھی عمر تھا اور واپس آیا ہوں تو بھی عمر ہوں۔"

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ کے لیے قرآن پڑھنے والے خشوع اور تواضع کرنے والے ہوتے ہیں اور احکام کے لیے قرآن پڑھنے والے خود پسندی اور تکبر کرنے والے ہوتے ہیں۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو شخص اپنے نفس کے لیے کوئی قیمت خیال کرتا ہے اس کے لیے تواضع میں کوئی حصہ نہیں۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے تواضع کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا:

"تواضع یہ ہے کہ حق کے سامنے جھک جائے، اس کی اطاعت کرے اور حق بات کہنے والے کی بات کو قبول کرے۔"

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ نے پہاڑوں کی طرف وحی بھیجی کہ میں تم میں سے کسی ایک پر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کرنے والا ہوں پس اس پر پہاڑ اکڑ گئے اور طور سینا نے تواضع کی، پس اللہ نے اس کی تواضع کی وجہ سے اس پر حضرت موسی علیہ السلام سے کلام فرمایا۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے تواضع کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: مخلوق کے لیے اپنے پہلو کو جھکا لینا اور ان کے لیے نرمی اختیار کرنا۔ (تواضع ہے)

حضرت وہب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ کی نازل کردہ کتابوں میں سے کسی کتاب میں لکھا ہے کہ میں نے حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا تو میں نے موسی علیہ السلام کے دل

سے بڑھ کر کسی کے دل کو تواضع کرنے والا نہیں پایا اسی لیے میں نے ان کو چن لیا اور ان سے کلام کیا۔

حضرت ابن مبارک فرماتے ہیں : مال داروں سے تکبر کرنا اور فقیروں سے انکساری کرنا تواضع ہے۔

حضرت ابو یزید رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ آدمی کب متواضع ہوتا ہے؟

انھوں نے فرمایا: جب وہ اپنے نفس کے لیے کوئی مقام اور حال نہ دیکھے۔ اور نہ یہ بات دیکھے کہ مخلوق میں کوئی اس سے زیادہ برا ہے۔ کہا گیا ہے کہ: تواضع ایک نعمت ہے اس پر حسد نہیں کیا جاتا تکبر ایک مصیبت ہے اس پر کوئی رحم نہیں کھاتا۔ اور عزت تواضع میں ہے اور جو شخص اسے تکبر میں تلاش کرتا ہے وہ اسے نہیں پا سکتا۔

حضرت ابراہیم بن شیبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: شرف تواضع میں، عزت تقوی میں اور حریت قناعت میں پائی جاتی ہے۔

حضرت ابن اعرابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مخلوق میں سب سے زیادہ عزت والے لوگ (قسم کے ہیں)

١) زاہد عالم

٢) فقیہ صوفی

٣) مال دار جو تواضع کرے

٤) شکر کرنے والا فقیر

٥) سنی سید زادہ

حضرت یحیی بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تواضع ہر شخص میں اچھی ہے لیکن مال داروں میں زیادہ اچھی ہے اور تکبر ہر شخص میں برا ہے مگر فقراء میں بہت برا ہے۔

حضرت ابنِ عطا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے: تواضع قبولیت حق کا نام ہے جس سے بھی سنے۔

کہا گیا ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سوار ہوئے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ

رکاب پکڑنے کے لیے آگے بڑھے۔ انھوں نے فرمایا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد، رک جائیے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمیں علماء کے ساتھ اسی طرح کے برتاؤ کا حکم دیا گیا ہے۔ تو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر بوسہ دیا اور فرمایا: ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے ساتھ اسی قسم کے سلوک کا حکم دیا گیا ہے۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کو دیکھا آپ کے کاندھے پر پانی کا مشکیزہ تھا۔ میں نے عرض کیا: "اے امیر المومنین! یہ کام آپ کے لیے مناسب نہیں۔"

انھوں نے فرمایا: جب میرے پاس لوگ اطاعت کرتے ہوئے آنے لگے تو میرے دل میں تکبر پیدا ہونے لگا تو میں نے چاہا کہ اسے توڑ دوں پس پانی کا مشکیزہ لے کر انصار کی ایک عورت کے گھر تشریف لے گئے اور اس کے برتن میں ڈال دیا۔"

حضرت ابو نصر سراج طوسی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو جب وہ امیر مدینہ تھے، اس طرح دیکھا گیا کہ آپ کی پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھا تھا اور آپ فرمارہے تھے "اپنے حاکم کو راستہ دو۔"

حضرت عبداللہ رازی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں: "کسی امتیاز کے بغیر خدمت کرنا تواضع ہے۔"

حضرت ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں: "جو شخص اپنے نفس کے لیے کوئی قیمت خیال کرتا ہے اسے خدمت کا ذائقہ حاصل نہیں ہوتا۔"

حضرت یحیی بن معاذ رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں: "جو شخص اپنے مال کے ذریعے تم پر تکبر کرے اس کے خلاف تکبر کرنا تواضع ہے۔"

حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:
"میری ذلت نے یہودیوں کی ذلت کو بھی معطل کر دیا۔"

حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس ایک شخص آیا تو انھوں نے اس سے پوچھا "تو کیا ہے؟"

اس نے کہا اے میرے آقا! میں با کے نیچے کا نقطہ ہوں۔ آپ نے اس سے فرمایا۔ تو میرا گواہ ہے بشرطیکہ تو اپنے نفس کے لیے کوئی مقام مقرر نہ کرے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
"اپنے بھائی کے جوٹھے سے پینا بھی تواضع ہے۔"

حضرت بشر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "دنیا داروں کو سلام نہ کر کے اپنے لیے سلامتی طلب کرو۔"

حضرت شعیب بن حرب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "میں طواف کر رہا تھا کہ اچانک کسی شخص نے مجھے کہنی ماری۔ میں اس کی طرف متوجہ ہوا تو دیکھا وہ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے۔

انھوں نے فرمایا: "اے ابو صالح! اگر تمھارا یہ خیال ہے کہ حج کے موقع پر ہم دونوں سے برا انسان آیا ہوگا تو تمھارا یہ خیال بہت برا ہے۔"

ایک بزرگ کہتے ہیں میں نے طواف کے دوران ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے نوکر اس کے آگے آگے اس کے لیے لوگوں کو طواف سے روک رہے تھے۔ پھر میں نے ایک مدت کے بعد اسے بغداد کے پل پر لوگوں سے سوال کرتے ہوئے دیکھا۔ مجھے اس بات پر تعجب ہوا تو اس نے مجھ سے کہا: "میں نے اس جگہ تکبر کیا جہاں لوگ تواضع کرتے ہیں پس اللہ نے مجھے اس جگہ ذلت میں مبتلا کیا جہاں لوگ اپنے آپ کو بلند کرتے ہیں۔"

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ بات پہنچی کہ ان کے صاحب زادے نے ایک ہزار (۱۰۰۰) درھم سے ایک نگینہ خریدا ہے تو آپ نے اسے لکھا: "مجھے خبر ملی ہے کہ تم نے ایک

ہزار (۱۰۰۰) درھم سے نگینہ خریدا ہے جب تمہیں میرا خط ملے تو اسی وقت اسے فروخت کر دو اور ایک ہزار انسانوں کو کھانا کھلاؤ اور دو درھم کی انگوٹھی خرید و جس کا نگینہ چینی لوہے کا ہو اور اس پر یہ کلمات کندہ کراؤ "اللہ اس شخص پر رحم کرے جس نے اپنے نفس کی قدر کو پہچانا۔"

کہتے ہیں ایک بادشاہ کے سامنے ایک غلام پیش کیا گیا جس کی قیمت ایک ہزار درھم تھی۔ جب وہ قیمت لے کر آیا تو خیال کیا کہ قیمت زیادہ ہے اسے پھر خریدنے کا خیال آیا لیکن اس نے قیمت خزانے میں لوٹا دی۔

غلام نے کہا: "اے آقا! مجھے خرید لیں میرے اندر ہر درہم کے بدلے ایک ایسی خصلت ہے جو ایک ہزار درہموں سے زیادہ قیمتی ہے۔"

"اس نے پوچھا وہ کیا ہے؟"

اس غلام نے کہا ان خصلتوں میں کم از کم اور ادنیٰ خصلت یہ ہے کہ اگر آپ مجھے خرید کر تمام غلاموں سے مقدم رکھیں گے پھر بھی میں اپنے آپ کو بڑا نہیں سمجھوں گا اور یہی خیال کروں گا کہ میں آپ کا غلام ہوں۔ پس بادشاہ نے اس غلام کو خرید لیا۔

حضرت رجاء بن حیوہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے منقول ہے انھوں نے فرمایا: " حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالی علیہ خطبہ دے رہے تھے تو ان کی لباس کی قیمت بارہ درہم لگائی گئی اور وہ لباس قباء (کوٹ)، عمامہ، قمیض شلوار موزوں اور ٹوپی پر مشتمل تھا۔

کہا گیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن محمد بن واسع رحمۃ اللہ تعالی علیہ اس طریقے پر چلے کہ اس کو پسند نہ کیا گیا تو ان کے والد نے ان سے کہا۔ " تمھیں معلوم ہے کہ میں نے تمھاری ماں کو کتنی رقم میں خریدا ہے؟ تین درہم کے بدلے خریدا ہے۔ تمھارا باپ ایسا ہے کہ اللہ مسلمانوں میں اس کی مثل باپ پیدا نہ کرے اور تم اس انداز سے چلتے ہو۔"

حضرت حمدون قصار رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے تھے: تواضع یہ ہے کہ تم کسی کو اپنا محتاج نہ سمجھو نہ دین میں اور نہ دنیا میں۔"

## حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ تعالی علیہ تین بار خوش ہوئے

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں: میں اسلام کی حالت میں صرف تین بار خوش ہوا۔

ایک مرتبہ میں کشتی میں تھا اور اس میں ایک شخص لوگوں کو ہنساتا تھا وہ کہتا تھا کہ ہم ترکوں کے علاقے میں کفار کو یوں پکڑتے تھے اور وہ میرے سر کے بالوں کو پکڑ کے حرکت دیتا۔ مجھے اس سے خوشی ہوئی کہ اس کی نظر میں کشتی میں مجھ سے زیادہ حقیر کوئی نہ تھا۔

دوسری بار اس وقت جب میں مسجد میں بیمار تھا، موذن داخل ہوا تو اس نے کہا باہر نکلو، مجھے اس کی طاقت نہ تھی۔ وہ مرا پاؤں پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے مجھے مسجد سے باہر لے گیا۔

تیسری بار اس وقت جب میں شام میں تھا اور میں نے پوستین پہن رکھی تھی۔ میں نے اسے دیکھا تو میں بالوں اور جوؤں میں امتیاز نہ کر سکا کیوں کہ جوئیں زیادہ تھیں تو اس سے مجھے خوشی ہوئی (تواضع کی طرف اشارہ ہے)۔"

## حضرت ابوذر اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما کا واقعہ

کہا گیا ہے کہ حضرت ابوذر اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو سیاہ رنگ کی عار دلائی انھوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے ابوذر تمھارے دل میں ابھی تک جاہلیت کے تکبر میں سے کچھ باقی ہے۔"

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو گرا دیا اور قسم کھائی کہ جب تک حضرت بلال رضی اللہ عنہ ان کے رخسار کو اپنے قدموں سے نہیں روندیں گے وہ اپنا سر نہیں اٹھائیں گے۔ چنانچہ

انھوں نے سر نہیں اٹھایا حتی کہ حضرت بلال نے اس طرح کا عمل کیا۔

## حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کا واقعہ

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کچھ بچوں کے پاس سے گزرے جن کے پاس روٹی کا ٹکڑا تھا تو انھوں نے آپ کو کھانے کی دعوت دی۔ آپ اترے اور ان کے ساتھ تناول فرمایا پھر آپ ان کو اپنے خانۂ اقدس میں لے گئے اور ان کو کھانا کھلایا اور لباس بھی دیا اور فرمایا: "ان کا مجھ پر احسان ہے کیوں کہ ان کے پاس صرف وہی تھا جو انھوں نے مجھے کھلایا اور ہمارے پاس اس سے زیادہ ہے۔"

## مجھے قیمتی جوڑا دو

کہا گیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان مال غنیمت سے کپڑوں کے نئے جوڑے تقسیم فرمائے تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی طرف ایک یمنی قیمتی جوڑا بھیجا۔ انھوں نے اسے فروخت کر کے اس کے بدلے چھ غلام خرید کر آزاد کیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ بات پہنچی تو انھوں نے اس کے بعد پھر جوڑے تقسیم کیے تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی طرف پہلے سے کم قیمت کا جوڑا بھیجا۔ اس پر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے ناراضگی کا اظہار کیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: "اس پر ناراضگی کی کوئی بات نہیں کیونکہ آپ نے پہلا جوڑا بیچ دیا تھا۔"

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس میں آپ کا کیا نقصان ہے؟ آپ میرا حصہ مجھے دیجیے۔ میں نے قسم کھائی ہے کہ یہ کپڑا آپ کے سر پر دے ماروں گا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا سر آپ کے سامنے ہے اور بوڑھا بوڑھے کے ساتھ نرمی کرتا ہے۔"

(رسالۂ قشیریہ)

|☆|☆|☆|☆|☆|☆|

## مناقب امام اعظم

از: امام جلال الدین سیوطی رضی المولیٰ عنہ

کتاب غایۃ الاختصار فی مناقب الاربعۃ ائمۃ الامصار میں ہے ابن مبارک سے روایت کی انہوں نے کہا ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ سکون و وقار والا کوئی نہ تھا۔ یقیناً ہم لوگ ایک دن مسجد جامع میں بیٹھے تھے کہ ایک سانپ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں گرا تو سب لوگ بھاگ گئے مگر آپ اپنی جگہ تشریف فرما رہے۔

آپ نے صرف یہ کیا کہ سانپ کو جھٹک دیا اور بس اسی جگہ بیٹھے رہے۔ اور سلمۃ بن نسیب سے ہے اور انہوں نے کہا عبد الرزاق کہتے تھے جب میں ابو حنیفہ کو دیکھتا تھا تو آثار گریہ و بکا آپ کی آنکھوں اور رخساروں سے ظاہر ہوتے اور سہل بن مزاہم سے ہے انہوں نے کہا ہم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ کے گھر بوریوں کے سوا کچھ نہ دیکھتے اور امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے امام اعظم سیدنا ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگلے بزرگوں کی یادگار اور ان کے قائم مقام تھے اور خدا کی قسم انہوں نے اپنے بعد اپنا سا روئے زمین پر ایک بھی نہیں چھوڑا۔

اور یزید بن کمیت سے ہے انہوں نے کہا میں نے ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ آپ سے ایک شخص نے مناظرہ کیا ایک مسئلہ میں تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھ کو بخشے اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں تیرے قول کے خلاف ہوں اور وہ جانتا ہے کہ یقیناً میں عدول نہیں کرتا جب جان لیتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے عفو کی امید رکھتا ہوں اور اس کے عذاب سے خوف کرتا ہوں پھر عذاب کے ذکر پر آپ روئے یہاں تک کہ بے ہوش ہو گئے جب افاقہ ہوا تو اس شخص نے عرض کی مجھے معاف کریں فرمایا ہر وہ شخص جو ناواقفی سے میرے متعلق کہتا ہے اسے معاف ہے اور جو علم والا میری طرف ایسی کوئی بات منسوب کرتا ہے جو مجھ میں نہیں ہے تو وہ نقصان میں ہے۔ اس لئے کے علماء

کی غیبت کی شامت ان کے بعد بھی باقی رہتی ہے اور

دراوردی سے ہے انہوں نے کہا میں نے امام مالک اور امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مسجد نبوی میں بعد نماز عشاء کے دیکھا کہ آپس میں مسائل کا ذکر کرتے ہیں۔ اور جب ایک اپنے دلائل سے غلبہ حاصل کرتا ہے تو دوسرا خاموش ہو جاتا ہے بغیر کسی افسوس اور ناراضی اور خطا بیان کرنے کے یہاں تک کہ اسی حالت میں رات گزر گئی اور فجر کی نماز دونوں نے اسی جگہ ادا کی۔

اور منصور بن ہاشم سے ہے انہوں نے کہا ہم قادسیہ میں عبداللہ بن مبارک کے پاس تھے کہ ایک شخص کوفی آپ کی خدمت میں آیا اور امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں کچھ کہنے لگا تو عبداللہ بن مبارک نے فرمایا افسوس ہے تجھ پر ایسے شخص کی شان میں تو کہتا ہے جس نے پینتالیس ٤٥ برس ایک وضو سے عشاء اور فجر کی نماز پڑھی اور وہ ایک رات میں دو رکعت کے اندر قرآن کریم ختم کرتے تھے اور میں نے جو فقہ حاصل کی ہے جو میرے پاس ہے وہ ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل کی ہے۔

اور سوید بن سعید مروزی سے ہے انہوں نے کہا میں نے ابن مبارک سے سنا وہ فرماتے تھے۔ ترجمہ اشعار۔

خدا کی قسم شہر اور اہل شہر منور کر دئے۔ مسلمانوں کے امام ابو حنیفہ نے آثار اور فقہ حدیث سے۔ جیسے آثار رموز کے کاغذ پر نمودار ہوں۔

تو نہ مشرقین میں ان کا نظیر ہے۔ اور نہ مغربین اور کوفہ میں۔

میں نے امام اعظم کے گھٹانے والوں کو بیوقوف دیکھا۔ کہ حق کے خلاف کمزور دلیل پیش کرتے ہیں۔

اور ابو القاسم غسان بن محمد بن عبداللہ بن سالم تمیمی نے امام اعظم ابو حنیفہ کی شان میں کہا۔ ترجمۂ اشعار۔

امام اعظم ابو حنیفہ نے قیاس کے قواعد وضع کئے اور نہایت واضح دلائل و براہین پیش کئے۔

اور سب لوگ ابو حنیفہ کے قول کی پیروی کرتے ہیں۔ ان کے قول کی روشنی سب لوگوں کے لئے ظاہر ہے۔

میں قربان ہو جاؤں اس پرہیزگار امام ابو حنیفہ پر جو شریعت اور فقہ کو جاننے والے ہیں۔

تمام اماموں پر وہ سبقت لے گئے تو سب آئمہ ان کی اولاد ہیں۔ ان تمام امور میں جو امام اعظم نے عمدہ دلائل فقھیہ کے ساتھ منقح فرمائے۔

اور دوسری ایک کتاب مناقب ائمہ اربعہ میں ہے ایک شخص نے کچھ مال کسی جگہ دفن کیا پھر وہ بھول گیا کہ کہاں دفن کیا تھا تو امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حال عرض کیا آپ نے فرمایا یہ فقہی سوال نہیں ہے اچھا میں تیرے لئے ایک طریقہ نکالتا ہوں تو آج کی رات جاکر صبح تک نماز پڑھنا یقین ہے تجھ کو دفینہ کی جگہ یاد ہو جائے گی تو اس شخص نے ایسا ہی کیا تو اسے چوتھائی رات گزرنے سے پہلے پہلے جگہ یاد آگئی پھر وہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے واقعہ بیان کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا میں جانتا تھا کہ یقیناً شیطان تجھ کو ساری رات نماز نہیں پڑنے دے گا اور درمیان میں ہی تجھ کو یاد کرادے گا وہی ہوا۔ افسوس ہے تجھ پر تونے یاد آنے پر پوری رات نوافل میں اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنے کے لئے کیوں نہ گزاری

اور کہا بعض حضرات نے۔ ترجمۂ اشعار۔

فقہ ہم سے لو اگر فقہ سیکھنے کا ارادہ ہے اور یہ فضل و کرم اسی کا ہے جس کے ہم نائب ہیں۔

جب تو ذکر کرے گا ابو حنیفہ کا ائمہ کی جماعت میں تو، علم فقہ میں ان کے حضور سب کی گردنیں جھک جائیں گی اور ابو المؤید موفق بن احمد مکی نے کہا۔ ترجمۂ اشعار۔

نعمان بن ثابت کا یہ مذہب سب مذہبوں سے بہتر ہے۔ ایسے ہی روشن چاند سب ستاروں سے بہتر ہے۔

ابو حنیفہ نے تقوے کے ساتھ خیر القرون میں فقہ حاصل کی تو آپ کا مذہب بے شک وشبہ سب مذہبوں سے بہتر ہے۔

اور یہ بھی ابو المؤید موفق بن احمد مکی نے کہا۔

ترجمۂ اشعار۔

اے نہر نعمان کے دونوں پہاڑوں بے شک تمہارے سنگریزے یقیناً شمار کئے جا سکتے ہیں لیکن امام اعظم نعمان بن ثابت کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل و مناقب و مناصب کا شمار نہیں کیا جا سکتا ہے۔

بڑی بڑی کتب فقہ کو دیکھو تو ان میں ملیں گے امام اعظم نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکات اور پسندیدہ گلزار تحقیقات۔

اور فرمایا ان بعض حضرات نے جنہوں نے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسانید جمع کیں کہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان فضائل میں جن میں آپ بے مثل و بے نظیر ہیں۔ جو فضیلتیں اور کسی امام مجتہد کو نہ ملیں ایک یہ ہے کہ آپ ہی نے سب سے پہلے علم شریعت کو مدون اور اس کو بابوں پر مرتب کیا پھر امام ملک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے موطا کے مرتب کرنے میں آپ ہی کی متابعت کی اور امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے کسی نے علم شریعت کو نہ مدون کیا اور نہ بابوں پر مرتب کیا اس لئے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حضرات تابعین نے علم شریعت کو بابوں میں ترتیب نہیں دیا اور نہ کوئی کتاب مرتب کی کیونکہ وہ حضراتِ کرام اپنی قوت حفظ پر اعتماد رکھتے تھے اور ان کی قوت حافظہ نہایت قوی تھی جب امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علم کو منتشر ہوتے ملاحظہ فرمایا اور آپ کو اس کے ضائع ہونے کا خوف ہوا تو آپ نے اسے مدون کیا اور لوگوں کی آسانی کے لئے بابوں پر مرتب کیا اور کتاب الطھارۃ سے شروع کیا پھر نماز پھر روزہ پھر حج و زکوۃ پھر معاملات پھر میراث پر ختم کیا اور طہارت اور صلاۃ سے اس لئے شروع کیا کہ طہارت نماز کے لئے ضروری اور اس سے مقدم ہے اور نماز اہم العبادات و افضل العبادات ہے اور میراث پر اس لئے ختم کیا کہ وہ لوگوں کی آخری حالت ہے اور امام اعظم سیدنا ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہی ذات ہے جنھوں نے سب سے پہلے کتاب الفرائض اور کتاب الشروط کو وضع فرمایا۔ اسی بنا پر امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے۔ الناسی عیال علٰی ابی حنیفۃ فی الفقہ یعنی لوگ فقہ

میں امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے بمنزلہ اولاد کے ہیں۔

اور ابو سلیمان جرجانی نے کہا کہ مجھے احمد بن عبداللہ قاضی بصرہ نے کہا ہم اہل کوفہ سے زاید شروط میں بصیرت رکھتے ہیں۔ تو میں نے ان سے کہا کہ علما کے ساتھ انصاف بہتر ہے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہی توان شرطوں کو وضع کیا پھر تم لوگوں نے لفظوں کی کمی زیادتی کردی اور کچھ خوبصورت الفاظ مقرر کر لئے لیکن تم لوگ اپنی شرطیں اور کوفہ والوں کی شرطیں پیش کرو جو امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے کی ہوں تو وہ خاموش ہو گئے پھر کہا مجھے اپنی جان کی قسم حق کو مان لینا باطل پر جھگڑنے سے بہتر ہے۔

عنی الشر حیث کان وارضنی بقضائک

نوٹ:- استخارہ کا مکمل طریقہ بہار شریعت میں دیکھئیے مترجم غفرلہ۔

اور خطیب نے کتاب متفق و مفترق میں ابن سوید سے تخریج کی انہوں نے کہا میں نے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ ان دو چیزوں میں سے آپ کو کون سی چیز زیادہ محبوب ہے حج کے بعد پھر حج کو نکلنا یا حج کے بعد جہاد کے لئے نکلنا آپ نے فرمایا حج فرض کے بعد جہاد کرنا پچاس حج سے زیادہ افضل ہے۔

(ماخوذ از:- تنویر الصحیفۃ)

|☆|☆|☆|☆|☆|☆|

# شب معراج میں دیدارِ الٰہی

از- سرکار اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان قادری رضی المولیٰ عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

**مسئلہ ۳۶:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شب معراج نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اپنے رب کو دیکھنا کس حدیث سے ثابت ہے؟ بینوا توجروا (بیان فرمایئے اور اجر دیے جاؤ گے۔)

## الجواب

الاحادیث المرفوعہ (مرفوع حدیثیں)

امام احمد اپنی مسند میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم رأیت ربی عزوجل۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا۔

(مسند احمد بن حنبل عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما المکتب الاسلامی بیروت ۱/۲۸۵)

امام جلال الدین سیوطی خصائص کبریٰ اور علامہ عبدالرؤف مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں:

یہ حدیث بسند صحیح ہے۔

(التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث رأیت ربی مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۲/۲۵)

(الخصائص الکبریٰ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ہند ۱/۱۶۱)

ابن عساکر حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لان اللہ اعطی موسی الکلام واعطانی الرؤیۃ لوجہہ وفضلنی بالمقام المحمود والحوض المورود۔

بیشک اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو دولت کلام بخشی اور مجھے اپنا دیدار عطا فرمایا مجھ کو شفاعت کبریٰ وحوض کوثر سے فضیلت بخشی۔

(کنزالعمال بحوالہ ابن عساکر عن جابر حدیث ۳۹۲۰۶ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۴/۴۴۷)

وہی محدث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قال لی ربی نخلت ابرٰھیم خلتی وکلمت موسٰی تکلیما واعطیتک یا محمد کفاحا۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں مجھے میرے رب عزوجل نے فرمایا میں نے ابراہیم کو اپنی دوستی دی اور موسیٰ سے کلام فرمایا اور تمہیں اے محمد! مواجہ بخشا کہ بے پردہ وحجاب تم نے میرا جمال پاک دیکھا۔

(تاریخ دمشق الکبیر باب ذکر عروجہ الی السماء واجتماعہ بجماعۃ من الانبیاء داراحیاء التراث العربی بیروت ۳/۲۹۶)

فی مجمع البحار کفاحا ای مواجھۃً لیس بینھما حجاب ولارسول

مجمع البحار میں ہے کہ کفاح کا معنیٰ بالمشافہ دیدار ہے جبکہ درمیان میں کوئی پردہ اور قاصد نہ ہو۔

(مجمع بحار الانوار باب کف ع تحت اللفظ کفح مکتبہ دارالایمان مدینہ منورہ ۴/۴۲۴)

ابن مردویہ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وھو یصف سدرۃ المنتہٰی (وذکر الحدیث الی ان قالت ) قلت یارسول اللہ مارأیت عندھا ؟قال رأیتہ عندھا یعنی ربہ۔

یعنی میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سدرالمنتہٰی کا وصف بیان فرماتے تھے میں نے عرض کی یارسول اللہ ! حضور نے اس کے پاس کیا دیکھا؟ فرمایا: مجھے اس کے پاس دیدار ہوا یعنی رب کا۔

(الدرالمنثور فی التفسیر بالماثور بحوالہ ابن مردویہ تحت آیۃ ۱۷/۱ داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/۱۹۴)

## آثار الصحابہ

ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی:

اما نحن بنوھا شام فنقول ان محمدا رای ربہ مرتین ۔

ہم بنی ہاشم اہلبیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو فرماتے ہیں کہ بیشک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دو بار دیکھا۔

(جامع الترمذی ابواب التفسیر سورۂ نجم امین کمپنی اردو بازار دہلی ۱۶۱/۲)

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل وامارؤیۃ لربہ المطبعۃ الشرکۃ الصحافیۃ فی البلاد العثمانیہ ۱۵۹/۱)

ابن اسحٰق عبداللہ بن ابی سلمہ سے راوی:

ان ابن عمر ارسل الٰی ابن عباس یسألہ ھل رأی محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ربہ ، فقال نعم۔

یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دریافت کرا بھیجا: کیا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں۔

(الدر المنثور بحوالہ ابن اسحٰق تحت آیۃ ۱۸/۵۳ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵۷۰/۷)

جامع ترمذی ومعجم طبرانی میں عکرمہ سے مروی:

واللفظ للطبرانی عن ابن عباس قال نظر محمد الی ربہ قال عکرمۃ فقلت لابن عباس نظر محمد الی ربہ قال نعم جعل الکلام لموسٰی والخلۃ لابرٰھیم والنظر لمحمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ۱ (زاد الترمذی) فقد رای ربہ مرتین

یعنی طبرانی کے الفاظ ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا۔ عکرمہ ان کے شاگرد کہتے ہیں: میں نے عرض کی: کیا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا؟ فرمایا: ہاں اللہ تعالیٰ نے موسٰی کے لئے کلام رکھا اور ابراہیم کے لئے دوستی اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے دیدار۔ (اور امام ترمذی

نے یہ زیادہ کیا کہ ) بیشک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دو بار دیکھا۔

(۱ المعجم الاوسط حدیث ۹۳۹۲ مکتبۃ المعارف ریاض ۱۰/۱۸۱)

(۲ جامع الترمذی ابواب التفسیر سورۃ نجم امین کمپنی اردو بازار دہلی ۲/۱۶۰)

امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

امام نسائی اور امام خزیمہ وحاکم و بیہقی کی روایت میں ہے:

واللفظ للبیہقی أتعجبون ان تکون الخلۃ لابراهیم والکلام لموسیٰ والرؤیۃ لمحمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کیا ابراہیم کے لئے دوستی اور موسیٰ کے لئے کلام اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے دیدار ہونے میں تمہیں کچھ اچنبا ہے۔ یہ الفاظ بیہقی کے ہیں۔

حاکم ۳ نے کہا: یہ حدیث صحیح ہے ۔ امام قسطلانی وزرقانی نے فرمایا: اس کی سند جید ہے ۴۔

(۳ المواہب اللدنیہ بحوالہ النسائی والحاکم المقصد الخامس المکتب الاسلامی بیروت ۳/۱۰۴)

(الدر المنثور بحوالہ النسائی والحاکم تحت الآیۃ ۵۳ /۱۸ دار احیاء التراث العربی بیروت ۷/۵۶۹)

(المستدرک علی الصحیحین کتاب الایمان رأی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ربہ دار الفکر بیروت ۱/۶۵)

(السنن الکبریٰ للنسائی حدیث ۱۱۵۳۹ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۶/۴۷۲)

(۴ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ المقصد الخامس دار المعرفۃ بیروت ۶/۱۱۷)

طبرانی معجم اوسط میں راوی:

عن عبداللہ بن عباس انہ کان یقول ان محمدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رأی ربہ مرتین مرۃ ببصرہ ومرۃ بفوادہ ۵۔

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے بیشک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو بار اپنے رب کو دیکھا ایک بار اس آنکھ سے اور ایک بار دل کی آنکھ سے۔

(۵المواہب اللدنیۃ بحوالہ الطبرانی فی الاوسط المقصد الخامس المکتب الاسلامی بیروت ۱۰۵/۳)

(المعجم الاوسط حدیث ۵۷۵۷ مکتبۃ المعارف ریاض ۶/ ۳۵۶)

امام سیوطی وامام قسطلانی وعلامہ شامی علامہ زرقانی فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند صحیح ہے ۱۔

(۱المواہب اللدنیۃ المقصد الخامس المکتب الاسلامی بیروت ۱۰۵/۳)

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ المقصد الخامس دارالمعرفہ بیروت ۱۱۷/۶)

امام الائمہ ابن خزیمہ وامام بزار حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

ان محمدا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رأی ربہ عزوجل۲ ۔

بیشک محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا۔

(۲المواہب اللدنیۃ بحوالہ ابن خزیمہ المقصد الخامس المکتب الاسلامی بیروت ۱۰۵/۳)

امام احمد قسطلانی وعبدالباقی زرقانی فرماتے ہیں: اس کی سند قوی ہے ۳۔

(۳المواہب اللدنیۃ بحوالہ ابن خزیمہ المقصد الخامس المکتب الاسلامی بیروت ۱۰۵/۳)

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ المقصد الخامس دارالمعرفہ بیروت ۱۱۸/۶)

محمد بن اسحٰق کی حدیث میں ہے:

ان مروان سأل ابا ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ ھل رأی محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ربہ فقال نعم۴ ۔

یعنی مروان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے پوچھا: کیا محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا؟ فرمایا: ہاں

(۴شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ بحوالہ ابن اسحٰق دارالمعرفہ بیروت ۱۱۶/۶)

## اخبار التابعین

مصنف عبدالرزاق میں ہے:

عن معمر عن الحسن البصری انہ کان یحلف باللہ لقد راٰ ی محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ۔۵۔

یعنی امام حسن بصری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ قسم کھا کر فرمایا کرتے بیشک محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا۔

(۵ الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی بحوالہ عبدالرزاق عن معمر عن الحسن البصری فصل وامارویۃ لربہ المطبعۃ الشرکۃ الصحافیۃ فی البلاد العثمانیہ ۱/۱۵۹)

اسی طرح امام ابن خزیمہ حضرت عروہ بن زبیر سے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی کے بیٹے اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نواسے ہیں راوی کہ وہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو شب معراج دیدار الٰہی ہونا مانتے :

وانہ یشتد علیہ انکارھا ۔۱ اھ ملتقطا ۔

اوران پراس کاانکار سخت گراں گزرتا۔

(۱ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ بحوالہ ابن خزیمہ المقصد الخامس دارالمعرفۃ بیروت ۱/۱۱۶)

یوں ہی کعب احبار عالم کتب سابقہ وامام ابن شہاب زہری قرشی وامام مجاہد مخزومی مکی وامام عکرمہ بن عبداللہ مدنہ ہاشمی وامام عطا بن رباح قرشی مکی ۔ استاد امام ابو حنیفہ وامام مسلم بن صبیح ابوالضحی کوفی وغیرہم جمیع تلامذہ عالم قرآن حبر الامہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم کا بھی یہی مذہب ہے۔

امام قسطلانی مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں :

اخرج ابن خزیمۃ عن عروہ بن الزبیر اثباتھا وبہ قال سائر اصحاب ابن عباس وجزم بہ کعب الاحبار والزہری ۔۲ الخ ۔

ابن خزیمہ نے عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہا سے اس کا اثبات روایت کیاہے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کے تمام شاگردوں کا یہی قول ہے۔ کعب احبار اور زہری نے اس پر جزم فرمایاہے۔الخ۔(ت)

(۲ المواہب اللدنیۃ المقصد الخامس المکتب الاسلامی بیروت ۳/۱۰۴)

اقوال من بعدھم من ائمّۃ الدین

امام خلال کتاب السن میں اسحٰق بن مروزی سے راوی، حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالٰی رؤیت کو ثابت مانتے اور اس کی دلیل فرماتے :

قول النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رأیت ربی ۳ھ مختصراً۔

نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد ہے میں نے اپنے رب کو دیکھا۔

(۳ المواہب اللدنیہ بحوالہ الخلال فی کتاب السن المقصد الخامس المنتکب الاسلامی بیروت ۱۰۷/۳)

نقاش اپنی تفسیر میں اس امام سند الانام رحمہ اللہ تعالٰی سے راوی:

انہ قال اقول بحدیث ابن عباس بعینہ رأی ربہ رأہ رأہ رأہ حتی انقطع نفسہ ۔ ۴

یعنی انہوں نے فرمایا میں حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کا معتقد ہوں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے رب کو اسی آنکھ سے دیکھا دیکھا دیکھا، یہاں تک فرماتے رہے کہ سانس ٹوٹ گئی۔

(۴ الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی بحوالہ النقاش عن احمد وامام رؤیۃ لربہ المکتبۃ الشرکۃ الصحافیۃ ۱۵۹/۱)

امام ابن الخطیب مصری مواہب شریف میں فرماتے ہیں:

جزم بہ معمر واٰخرون وھوقول الاشعری وغالب اتباعہ ۱ ۔

یعنی امام معمر بن راشد بصری اور ان کے سوا اور علماء نے اس پر جزم کیا، اور یہی مذہب ہے امام اہلسنت امام ابوالحسن اشعری اور ان کے غالب پَیروؤں کا۔

(۱ المواہب اللدنیہ المقصد الخامس المکتب الاسلامی بیروت ۱۰۴/۳)

علامہ شہاب خفاجی نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں :

الاصح الراجح انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رای ربہ بعین راسہ حین اسری بہ کما ذھب الیہ اکثر الصحابۃ ۲ ۔

مذہب اصح وراجح یہی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے شب اسرا اپنے رب کو بچشم سر دیکھا جیسا کہ جمہور صحابہ کرام کا یہی مذہب ہے۔

(۲۔نسیم الریاض شرح شفاء القاضی عیاض فصل وامارؤیۃ لربہ مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ہند ۲/۳۰۳)

امام نووی شرح صحیح مسلم میں پھر علامہ محمد بن عبدالباقی شرح مواہب میں فرماتے ہیں:

الراجح عند اکثر العلماء انہ طرای ربہ بعین راسہ لیلۃ المعراج۳۔

جمہور علماء کے نزدیک راجح یہی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب معراج اپنے رب کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا۔

(۳۔شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد الخامس دارالمعرفۃ بیروت ۶/۱۱۶)

ائمہ متاخرین کے جدا جدا اقوال کی حاجت نہیں کہ وہ حد شمار سے خارج ہیں اور لفظ اکثر العلماء کہ منہاج میں فرمایا کافی و معنی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ شریف)

|☆|☆|☆|☆|☆|☆|

# اسرار الاحکام بانوار القرآن (قسط نہم)

از: حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ

**س۔** جنت میں حوریں کیوں رکھی گئیں ۔ بیویاں اولاد کے لئے ہوتی ہیں جب وہاں اولاد نہیں تو حوروں کی بھی ضرورت نہیں۔

**ج۔** بیوی صرف اولاد کے لئے نہیں بلکہ مرد کی خدمت اور دلبستگی، گھر کی آبادی رونق اس کا اصل مقصود ہے ۔ بہت لوگ اولاد سے گھبراتے ہیں مگر بیوی رکھتے ہیں۔ بڑھاپے میں جب اولاد سے ناامیدی ہو جاوے تب بھی بیوی رکھی جاتی ہے۔ حوریں خدمت اور رونق کے لئے ہونگی۔

**س۔** جنت میں اولاد سلطنت فوج روپیہ پیسہ کچھ بھی نہیں۔ لہذا وہاں کی نعمتیں ناقص ہیں۔

**ج ۔** یہ چیزیں دنیا میں نعمتیں ہیں۔ جنت میں مصیبت۔ اولاد دنیا میں اس لئے نعمت ہے کہ موت سامنے ہے۔ سلطنت فوج اس لئے نعمت ہے کہ دشمن کا خطرہ ہے۔ روپیہ پیسہ اس لئے نعمت ہے کہ ہمارے پاس ضروریات زندگی موجود نہیں۔ پیسہ سے خریدی جائیں گی۔ چونکہ وہاں موت نہیں لہذا اولاد نہیں۔ فساد نہیں۔ لہذا سلطنت اور فوج نہیں ۔ ناداری نہیں۔ لہذا پیسہ روپیہ نہیں۔

**س۔** جنت کے طبقے سات ہیں اور دوزخ کے طبقے آٹھ کیوں ہیں؟

**ج۔** اس لئے کہ جنتی بھی مختلف درجات کے ہیں اور دوزخی بھی۔ جنتی لوگوں میں پیغمبر اور عام مومنین یکساں نہیں ہو سکتے ایسے ہی دوزخیوں میں ابوجہل اور دیگر عام کفار یکساں نہیں۔ جیل میں بعض اے کلاس کے قیدی ہیں۔ بعض بی کے۔ بعض سی کے۔ لہذا وہاں تینوں درجے تیار کیے گئے۔

**س۔** جب دوزخ میں آگ کا عذاب ہے تو اس کے بعض طبقے ٹھنڈے کیوں ہیں اور ان میں ٹھنڈک کہاں سے آئی۔

**ج۔** دوزخ کی گرمی بھی آگ سے ہے اور سردی بھی آگ سے۔ قرب سے تو گرمی ہے اور دوری سے سردی جیسے دنیا میں سورج کے قرب سے گرمی کا موسم بنتا ہے۔ اور اس کی دوری سے سردی کا موسم ایسے ہی خط استوا کی اور دیگر ممالک کی نزدیکی اور دوری سے ہے۔

**س۔** جنت و دوزخ میں انسان کے سوا دوسری مخلوق بھی جائیگی یا نہیں؟

**ج۔** جنت صرف نیک انسانوں کے لئے ہے اور دوزخ انسانوں اور جنات کے لئے۔ ہاں دوزخ میں کفار کے باطل معبود، پتھر، درخت، سورج بھی جائیں گے۔ مگر عذاب پانے کے لئے نہیں بلکہ کافروں کو عذاب دینے اور اپنی بے بسی ظاہر کرنے کے لئے۔

**س۔** دوزخ میں فرشتے ہوں گے یا نہیں۔ اگر ہوں گے تو انہوں نے کیا گناہ کیا ہے؟

**ج۔** ہونگے مگر عذاب پانے کے لئے نہیں بلکہ دوزخیوں کو عذاب دینے کیلئے۔ جیسے جیل میں پولیس کے سپاہی یا جیلر اور داروغہ جیل میں رہتے ہیں۔

**س۔** شیطان بھی اگر دوزخ میں گیا تو اُسے عذاب کیا ہو گا۔ وہ جن ہے۔ آگ کی پیدائش ہے۔ آگ کو آگ سے کیا تکلیف؟

**ج۔** آگ کو آگ سے تکلیف پہنچ سکتی ہے جیسے اگر کوئی آپ کے سر میں مٹی کا ڈھیلا یا اینٹ مارے تو آپ کو زخم پہنچ جاتا ہے۔ حالانکہ وہ بھی مٹی ہے اور آپ بھی مٹی کے ہیں۔

**س۔** فرشتوں کو جنت کیوں نہیں ملتی وہ بھی تو بڑے عابد ہیں۔

**ج۔** ان کے پاس نفس نہیں۔ لہذا انہیں عبادت میں کچھ تکلیف نہیں۔ ان کے لئے عبادت ایسی ہے جیسے ہمارے لیے سانس لینا۔ ثواب عبادت ہوتا ہے نہ کہ عادت کا۔ جزا کے لئے جنت میں پہنچانے والی چیز نفس امارہ ہے۔ جب اس کے منہ میں شریعت کی لگام ہو۔

س۔ جنات کے پاس تو نفس ہے پھر ان کے لئے جنت کیوں نہیں کہ ان سے جو پرہیز گار ہوں وہ جنت میں جاویں۔

ج۔ ان کے پاس عقل نہیں۔ عقل و نفس کے ساتھ جو عبادت ہو وہ جنت میں پہنچاوے گی۔ گندے کھاد اور پاک پانی سے مل کر کھیت میں پیداوار ہوتی ہے۔ کنوئیں میں گندم پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہاں گندا کھاد یا خشک زمین نہیں ہے۔ فقط زمین میں بغیر بارش کھیت نہیں اگتا کیوں کہ وہاں پانی کی تری نہیں۔

س۔ آخر نیک جنات کا انجام کیا ہوگا؟

ج۔ جو جانوروں کا انجام ہے کہ انہیں مٹی کر دیا جائے گا حکم ہوگا۔ عذاب سے بچ جانا ہی ان کا ثواب ہے۔

س۔ جب جنت والوں کے لئے ہمیشگی ہے تو آدم علیہ السلام وہاں سے کیوں آگئے ؟

ج۔ جب مومن جزا پانے کے لئے وہاں پہنچے گا۔ تب اس کے لئے ہمیشگی ہوگی۔ آدم علیہ السلام کا وہاں ہونا ٹریننگ دینے کے لئے تھا تاکہ وہاں کی بناوٹ دیکھ کر زمین کو ایسے ہی آباد کریں۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا وہاں معراج میں تشریف لے جانا۔ سیر یا معائنہ کے لئے تھا۔ لہذا وہاں سے واپسی ہو گئی۔

س۔ سزا و جزا دنیا ہی میں کیوں نہ دی گئی اتنا ادھار کیوں رکھا گیا؟

ج۔ اس لئے کہ دنیا میں نہ کوئی راحت خالص ہے نہ تکلیف۔ یہاں کی تکلیف راحت سے اور راحت تکلیف سے مخلوط ہے۔ اگر کوئی ظاہری تکلیف نہ ہو تو فنا ہونا کافی مصیبت ہے۔ خالص نیکیوں کو خالص راحت خالص بدوں کو خالص تکلیف چاہیئے۔ وہ آخرت میں ہی ہو سکتی ہے۔ نیز اگر سزا جزا دنیا میں ہوتی۔ تو کوئی کافر نہ رہتا۔ ان چیزوں کو پردہ غیب میں رکھا۔ تاکہ اللہ رسول کا اعتبار کر کے نیک بنے۔ برائیوں سے بچے۔

س۔ حدیث شریف میں ہے کہ جنتی لوگ خوب صورت تیس سالہ جوان ہوں گے۔ اور جہنمی کافر اتنے موٹے ہوں گے کہ ایک داڑھ پہاڑ کے برابر

ہو گی۔ یہ جسموں کی تبدیلی تو تناسخ یا آواگون ہے۔ اسلام نے مانا ہے کہ بعض قومیں مسخ ہوئیں۔ موسیٰ علیہ السلام کا عصا سانپ بن جاتا تھا۔ یہ ہی آواگون ہے۔

ج۔ تبدیلی روح کا نام آواگون ہے۔ یہ ہی منع ہے اور اس کا ماننا کفر ہے۔ یعنی یہ کہ انسانی روح نفس ناطقہ۔ گدھے کی روح یعنی نفس ناہقہ بن جاوے یہ ناممکن ہے کیونکہ روح بسیط ہے۔ وہی جسم کی تبدیلی وہ دن رات ہوتی رہتی ہے۔ انسان گل کر مٹی بن جاتا ہے پانی اور ہوا آگ بن جاتی ہے۔ ان تمام صورتوں میں صرف جسم کی تبدیلی ہو گی۔ روح وہی انسانی رہے گی۔ جسم میں مادہ اور صورت ہے تبدیلی کے موقعہ پر مادہ باقی رہتا ہے۔ صورت بدل جاتی ہے۔ جیسے ایک انسان پہلے بچہ تھا کالا تھا۔ اب جوان گورا ہو گیا۔ جہنمی کفار کسی شکل میں ہوں گے مگر سمجھیں گے عقل رکھیں گے بولینگے۔ کہ فلاں جرم کی عوض ہمیں یہ سزا ملی۔

س۔ جنت میں عورتیں اجنبی مردوں سے پرہیز کریں گی یا نہیں؟

ج۔ نہیں۔ وہاں کوئی چیز واجب یا حرام نہ ہو گی۔ یہ احکام دنیاوی زندگی کے لئے ہیں۔ اگر وہاں پر وہ فرض ہو تو وہ جگہ عمل کی ہو گئی۔ حالانکہ وہ جگہ صرف جزا کی ہے۔

س۔ تب تو بڑا فساد ہو گا۔ عورت و مرد کا ملنا خطرہ کا باعث ہوتا ہے۔

ج۔ وہاں نفس امارہ فنا ہو جائے گا۔ یہ ہی فساد کراتا ہے۔ انسان کا دل وہی چاہے گا جو رب کو پسند ہو۔ دنیا کی پابندیاں نفس امارہ کی وجہ سے ہیں۔ جب وہ ہی نہ رہا تو پابندی کیسی۔ پرندے کو اسی وقت تک قفس میں رکھتے ہیں۔ جب تک اس کے پر ہیں۔ جب پر ہی کاٹ دیئے گئے۔ تو اب اسے قفس میں رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔

# معجزات

س۔ اسلام مانتا ہے کہ عیسی علیہ السلام بغیر باپ پیدا ہوئے۔ یہ قانون الٰہی کے خلاف ہے۔ قانونِ قدرت یہ ہے کہ بچہ ماں باپ دونوں کے نطفوں سے بنے۔ اس کے بغیر بچہ بننا ناممکن ہے۔

ج۔ معجزہ یا ارعاص کہتے ہی اسے ہیں جو قانون کے خلاف ہو۔ تب ہی تو مخلوق اس کے مقابلہ سے عاجز ہوگی۔ بلکہ بزرگوں کے ہاتھوں پر خلاف قانون کچھ باتیں ظاہر ہونا بھی ایک قدرتی قانون ہے۔ بغیر باپ بچہ ہونا غیر ممکن نہیں پہلے انسان حضرت آدم و حوا تو بغیر ماں باپ بنے۔آپ کے سر کی پہلی جوں چار پائی کا پہلا کھٹمل برسات کے پہلے کیڑے بغیر ماں باپ کے دن رات بنتے ہیں۔ عیسی علیہ السلام بیغر والد بن گئے تو کیوں انکار ہے۔

س۔ انسان ماں کے پیٹ میں حیض کا خون بذریعہ ناف کے چوستا رہتا ہے وہ بھی وہاں غذا استعمال کرتا ہے۔

ج۔ جانوروں کو حیض نہیں آتا۔ ان کے بچے ماں کے پیٹ میں کیا چوستے ہیں۔ مرغ کا بچہ انڈے میں کئی دن زندہ رہتا ہے۔ وہاں ہوا غذا کہاں سے پہنچتی ہے بعض اولیاء اللہ نے برسوں پانی نہیں پیا۔ اور زندہ رہے۔ جب روحانیت جسمانیت پر غلبہ کر جائے۔ تو غذا کی چنداں ضرورت نہیں رہتی۔

س۔ عیسی علیہ السلام پھونک سے مردہ کیسے زندہ کرتے تھے؟

ج۔ جیسے خود جبریل علیہ السلام کی دم سے زندہ ہو گئے ویسے ہی اپنی پھونک سے مردوں کو زندہ فرماتے تھے۔

س۔ موسی علیہ السلام کی لاٹھی سانپ کیسے بنتی تھی یہ بھی خلاف عقل ہے۔

ج۔ جو عقل کے موافق ہو وہ معجزہ نہیں معجزہ کہتے بھی اسے ہیں جو عقل کو حیران کردے ہاں ناممکن چیز معجزہ نہیں بن سکتی۔ لاٹھی کا سانپ بن جانا غیر ممکن نہیں۔ بعض دفعہ عورت کے سر کے بال سانپ بن جاتے ہیں۔ خراب غذا پیٹ میں سانپ بن کر نکلتی

ہے جسے گینڈوا کہتے ہیں۔ بعض عورتوں کے سانپ پیدا ہوتے ہیں جن کے مسائل فقہ کی کتب میں ہیں۔

**س۔** موسیٰ علیہ السلام کا عصا ان کے بعد دنیا میں رہا یا نہیں؟

**ج۔** رہا۔ چنانچہ طالوت کے زمانہ میں جو تابوت سکینہ اترا۔ اس میں جو تبرکات تھے ان میں یہ بھی تھا۔

**س۔** ان کے بعد اس عصا میں تاثیر تھی یا نہیں؟

**ج۔** نہیں۔ نہ موسی علیہ السلام سے پہلے یہ تاثیر تھی نہ ان کے بعد عصا کے لئے دست موسیٰ اور دست موسی کے لئے اس عصا کی ضرورت ہے۔ جب یہ دونوں جمع ہوں تب یہ تاثیر ہو۔ آپ کے ہاتھ شریف میں دوسری لاٹھیاں سانپ نہ بنتی تھیں۔ نہ یہ لاٹھی دوسرے کے ہاتھ میں سانپ بن سکی۔ بجلی کی روشنی جب ہی ہوتی ہے جب پاور اور قمقمہ دونوں ہوں۔ اگر قمقمہ لالٹین میں لگا دو یا بجلی کا کنکشن لالٹین کی بتی سے دور کر دو تو کبھی روشنی نہ ہو گی۔

**س۔** صالح علیہ السلام کی اونٹی پتھر سے پیدا ہوئی یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

**ج۔** مٹی سے دن رات جانور پیدا ہوتے ہیں۔ پتھروں سے درخت سبز پانی کے چشمے نکلتے رہتے ہیں۔ اگر پیغمبر کے معجزے سے ایک جانور نکل آئے تو کیا مشکل ہے۔ بعض پھلوں میں قدرتی کیڑے ہوتے ہیں جیسے گولر ایسے ہی وہ اونٹنی پیدا ہوئی۔

|☆|☆|☆|☆|☆|☆|

# آدابِ بارگاہ صحابہ

از:- مولانا غلام ناصر حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

۵۵۵/۹۲/۷۸۶

غوث اعظم بمن بے سروساماں مددے

قبلۂ دیں مددے کعبۂ ایماں مددے

اللہ عزوجل قرآن کریم میں صحابہ کرام کی شان بیان فرماتا ہے؛

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِؕ-وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا٘-سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِؕ-ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ ۛۖ-وَ مَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ ۚ۫ كَزَرْعٍ اَخْرَ جَ شَطْــٴَـهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَؕ-وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا۠ ۝

ترجمۂ کنزالایمان: محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل، تُو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے، اللہ کا فضل ورِضا چاہتے، ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے، یہ ان کی صفت توریت میں ہے اور ان کی صفت انجیل میں، جیسے ایک کھیتی اس نے اپنا پٹھا نکالا پھر اسے طاقت دی پھر دبیز ہوئی پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی کسانوں کو بھلی لگتی ہے تاکہ ان سے کافروں کے دل جلیں۔ اللہ نے وعدہ کیا ان سے جو ان میں ایمان اور اچھے کاموں والے ہیں بخشش اور بڑے ثواب کا۔

اور ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّاؕ-لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ مَغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِیْمٌ ۝

(پ۹، الانفال: ۴)

ترجمۂ کنزالایمان: یہی سچے مسلمان ہیں ان کے لئے درجے ہیں ان کے ربّ کے پاس اور بخشش ہے اور عزّت کی روزی۔

اور ارشاد ہوتا ہے:

رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًاؕ-ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ۝

(پ ۱۱، التوبۃ: ۱۰۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ اُن سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور ان کے لیے تیار کر رکھے ہیں باغ جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں یہی بڑی کامیابی ہے۔

چند فضائل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حدیث پاک کی روشنی میں امام احمد بن حنبل کی مقدس کتاب فضائل صحابہ سے ملاحظہ فرمائیں؛

۱) سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی المولیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اللہ سے ڈرتے رہنا، میرے صحابہ کے معاملے میں اللہ سے ڈرتے رہنا، میرے بعد تم انہیں (اپنے لعن طعن کا) نشانہ مت بنالینا، جو ان سے محبت کرتا ہے وہ میری محبت کے سبب ان سے محبت کرتا ہے اور جو ان سے عداوت رکھتا ہے وہ مجھ سے عداوت کے سبب ان سے عداوت رکھتا ہے۔ جس نے انہیں تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ کو تکلیف دی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی قریب ہے کہ اللہ اسے پکڑے۔

۲) سیدنا ابو سعید رضی المولیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میرے صحابہ کو برا مت کہو، اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، اگر تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کر دے، تو ان کے ایک مد بلکے آدھے مد کو بھی نہیں پہنچ پائے گا۔

۳) سیدنا انس رضی المولیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صحابہ نے عرض کی؛ یا رسول اللہ ہمیں برا بھلا کہا جاتا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص نے میرے صحابہ کو برا کہا، اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے اللہ تعالیٰ ایسے شخص کا نہ فرض قبول کرے نہ نفل۔"

٤) امام عطاء بن ابی رباح بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے میرے صحابہ کے معاملے میں میرے حکم کو ملحوظ رکھا (یعنی ان سے محبت رکھی، ان کا ذکر ہمیشہ خیر کے ساتھ کیا، اور ان کی بے ادبی نہ کی) تو روز قیامت میں بھی اس کا خیال رکھوں گا اور جس نے میرے صحابہ کو برا کہا تو اس پر اللہ کی لعنت ہوگی۔"

٥) نسیر بن ذعلوق بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی المولیٰ عنہ کو بیان کرتے سنا: اصحاب رسول اللہ کو برا مت کہو، کیونکہ کسی ایک صحابی کا ایک گھڑی ٹھہرنا تمہاری زندگی بھر کے اعمال سے بہتر ہے۔

٦) جعفر بن برقان بیان کرتے ہیں کہ امام میمون بن مہران رضی المولیٰ عنہ نے فرمایا: "تین کاموں سے تم کنارہ کش رہو، اصحاب رسول اللہ کو برا کہنا، ستاروں کو دیکھ کر حال بتانا اور تقدیر کے معاملے میں غور وخوض کرنا۔

(فضائل صحابہ از: -امام احمد بن حنبل رضی المولیٰ عنہ)

ان آیات طیبہ واحادیث مبارکہ کو مسلمان چشم ایمان سے دیکھیں اور بارگاہ صحابہ کے آداب کو من وتو سے نہیں بلکہ احکامِ رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھیں۔ اے عزیز! ذرا یاد کیجئے کہ کس قدر جانثاری سے انہوں نے مذہب اسلام کو اپنے خون سے سینچا اپنے جان، مال، آل و اولاد، قوم و وطن سبھی کچھ قربان کردیا کس لئے اس لئے کہ تم یوٹیوب کے شہرت پرست مولویوں کے چکر میں آکر انہیں برا بھلا کہو؟ فرمان رسول کو پس پشت ڈال کر ان پر سب و شتم کرو؟ غیر معتمد کتب نیز الحاقی روایات کے ذریعے ان پر بہتان باندھو؟ ان کے باہمی معاملات میں زبان اندازی کرو؟ مشاجرات و محاربات صحابہ میں دخل اندازی کرو؟

اللہ تمہیں ہدایت دے تم پر رحم کرے للہ اپنے حال پر رحم کرو اپنے گوشت پوست پر رحم کھاؤ، اہل سنت کی روش پر چلو ادب کی راہ اپناؤ۔

اے عزیز! کسی شریف گھر کے بچوں کو بڑوں کے بیچ بولتے دیکھا ہے؟ کسی غلام کو آقاؤں کے درمیان بولتے دیکھا ہے؟ ارے وہ چھوڑیے کسی

پچھڑے طبقے کے مشرک کو اپنے سادھو سنتوں کو برا بھلا کہتے دیکھا ہے؟ اللہ اللہ! ناپاک مشرکین ملحدین اپنے بڑوں اپنے نجس زانی شرابی سنتوں کو تک برا کہنا روا نہیں رکھتے اور تم ایسے نفوس قدسیہ کے معاملات میں مداخلت کرتے ہو؟ معاذاللہ معاذاللہ۔ کیا تم اپنے آپ کو ان سے بہتر سمجھتے ہو؟ یا اپنے آپ کو ان سے اعلم، ان سے زیادہ متقی سمجھتے ہو؟ تو ذرا ہمیں بھی کچھ مخصوص آیات واحادیث اپنی یا ان مولویوں کی جن کے تم پیروکار ہو، شان میں ہو بتادو، ہاں ہاں بتلاؤ کیا تمہاری شان میں قرآن کی کوئی آیت آئی؟ کوئی حدیث پاک آئی؟ اگر نہیں اور یقینا نہیں تو تمہیں کیا حق بنتا ہے کہ چاند ستاروں پر تھوکو؟ یا سورج کو چراغ دکھاؤ؟ تمہیں کس نے حق دیا کہ ان کے معاملات میں جج بن بیٹھو اور انہیں جج کرو؟ نعوذباللہ۔

غالباً عزیزوں کے کان ایسی باتوں سے تو آشنا ہوئے مگر ائمہ عالیشان کے مکالمات اور جوابی کلمات سے کچھ نہ سنا اور بے راہ گھوڑا دوڑایا، کسی دانا بینا سے پوچھ ، دراصل بات یہ ہے کہ قصہ گو واعظوں اور جاہل مورخوں نے مجمع بڑھانے اور فساد پھیلانے کے لئے اپنی کتابوں میں بے سروپا حکایات اور فتنہ انگیز افسانے درج کردئے، اصول شکنی اور منقولات کی خلاف ورزی سے کچھ خوف نہ کیا، کبھی اوریا کا افسانہ، زلیخا کی داستان، زہرہ کا قصہ اور شجرہ کا تذکرہ اس انداز سے بیان کرتے ہیں کہ معاذاللہ عصمت انبیاء کرام ودیگر معصومین کو عیب آلود کرتے ہیں اور کبھی جنگ جمل کا حادثہ، صفین کا واقعہ، صحابہ کرام کا اختلاف اور امہات المومنین کا باہمی مکالمہ ایسے طریقہ سے نمایاں کرتے ہیں کہ معاذاللہ ان نفوس قدسیہ کے مقام واجب الاحترام کی تنقیص کا پہلو نمایاں ہوتا ہے، اسی وجہ سے ائمہ دین، جن کو اللہ تعالیٰ نے سنن کی حمایت ونگرانی اور فساد وفتن کے محو وسرکوبی کا عظیم منصب عطا فرمایا ہے، مقام تفصیل میں ان ناشائستہ اقوال کا ضعف وعیب ثابت کرتے ہیں اور محل اجمال میں اصول اور منقولات صحیحہ کو مضبوط پکڑنے اور غیر ذمہ دار نکتہ چینوں کی من گھڑت حکایات سے اجتناب کا حکم فرماتے ہیں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بارگاہ کا ادب:-

سرکار مجدد الف ثانی سرہندی رضی المولیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرام کو نیکی کے ساتھ یاد کرنا چاہیے اور حضور ہی کی وجہ سے ان کے ساتھ محبت رکھنی چاہیے۔ ان کے ساتھ محبت حضور ہی کے ساتھ محبت ہے۔ ان کے ساتھ دشمنی حضور ہی کے ساتھ دشمنی ہے۔" صلی اللہ علیہ وسلم و رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

(مکتوب نمبر ۲۲۶)

اور فرماتے ہیں:

"اے برادر اس بارے میں سلامتی کی راہ اور نجات کی راہ صرف یہ ہی ہے کہ صحابہ کرام کے باہمی اختلافات و محاربات سے متعلق خاموشی اختیار کی جائے اور زبان نہ کھولی جائے" رضوان اللہ علیہم اجمعین

(دفتر اول مکتوب ۲۵۱)

اس مضمون کی سب سے اہم عبارت حضرت شیخ محقق رضی المولیٰ عنہ کی ہے، انہوں نے اہل سنت کے موقف کو بڑی آسانی کے ساتھ بیان فرمایا، اسے بار بار پڑھیں اور ایمان تازہ کریں، فرماتے ہیں:

"از جملہ توقیر و بر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم توقیر اصحاب و بر ایشاں است و حسن ثنا و رعایت ادب بایشاں و دُعا و استغفار مر ایشاں را و حق است مر کسے را کہ ثنا کردہ حق تعالیٰ بروے و راضی ست از وے کہ ثنا کردہ شو بروے و سب و طعن ایشاں اگر مخالف اولہ قطعیہ است، کفر والا بدعت و فسق، و ہمچنیں امساک و کف نفس از ذکر اختلاف و منازعات و وقائع کہ میان ایشاں شدہ و گزشتہ است و اعراض و اضراب از اخبار مورخین وجہلہ رواۃ و ضلال شیعہ و غلاۃ ایشاں و مبتدعین کہ ذکر قوادح و زلالت ایشاں کنند کہ اکثر آں کذب و افترا است و طلب کردن در آنچہ نقل کردہ شدہ است از ایشاں از مشاجرات و محاربات با حسن تاویلات و اصوب خارج و عدم ذکر ہیچ یکے از ایشاں بہ بدی و عیب بلکہ ذکر حسنات و فضائل و عمائد صفات ایشاں از جہت آنکہ صحبت ایشاں باآنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقینی ست و ماورائے آں ظنی است و کافیست دریں باب کہ حق تعالیٰ برگزید ایشاں

رابرائے صحبت حبیبہ خود صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم طریقہ اہل سنّت وجماعت دریں باب این است درعقائد نوشتہ اندلاتذکراحدا منھم الابخیرف او آیات واحادیث کہ درفضائل صحابہ عموماً وخصوصاً واقع شدہ است دریں باب کافی است "

(مدارج النبوۃ)۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تعظیم واحترام درحقیقت آپ کے صحابہ کا احترام اوران کے ساتھ نیکی ہے ان کی اچھی تعریف اوررعایت کرنی چاہے اور ان کے لئے دعاوطلبِ مغفرت کرنی چاہیئے بالخصوص جس جس کی اللہ تعالٰی نے تعریف فرمائی ہے اوراس سے راضی ہوا ہے اس سے وہ اس بات کے مستحق ہیں کہ ان کی تعریف کی جائے پس اگران پر طعن وسب کرنے والا دلائل قاطعہ کا منکر ہے تو کافر ورنہ مبتدع وفاسق، اسی طرح ان کے درمیان جو اختلافات یا جھگڑے یا واقعات ہُوئے ہیں ان پر خاموشی اختیار کرنا ضروری ہے اوران اخبار وواقعات سے اعراض کیا جائے جو مورخین، جاہل راویوں اور گمراہ وغلو کرنے والے شیعوں نے بیان کیے ہیں اور بدعتی لوگوں کے ان عیوب اور برائیوں سے جو خود ایجاد کر کے ان کی طرف منسوب کردیئے اوران کے ڈگمگا جانے سے کیونکہ وہ کذب بیانی اورافتراہے اوران کے درمیان جو محاربات ومشاجرات منقول ہیں ان کی بہتر توجیہ وتاویل کی جائے، اوران میں سے کسی پر عیب یا برائی کا طعن نہ کیا جائے بلکہ ان کے فضائل، کمالات اور عمدہ صفات کا ذکر کیا جائے کیونکہ حضور علیہ السلام کے ساتھ ان کی محبت یقینی ہے اوراس کے علاوہ باقی معاملات ظنی ہیں اور ہمارے لئے یہی کافی ہے کہ اللہ تعالٰی نے انہیں اپنے حبیب علیہ السلام کی محبت کے لئے منتخب کرلیا ہے اہل سنت وجماعت کا صحابہ کے بارے میں یہی عقیدہ ہے اس لئے عقائد میں تحریر ہے کہ صحابہ میں سے ہر کسی کا ذکر خیر کے ساتھ ہی کیا جائے اور صحابہ کے فضائل میں جو آیات واحادیث عموماً یا خصوصاً وارد ہیں وہ اس سلسلہ میں کافی ہیں۔

سرکار اعلی حضرت رضی المولیٰ عنہ اپنا عقیدہ بیان فرماتے ہیں:

"ان کے مشاجرات میں دخل اندازی کو حرام جانتے ہیں، اور ان کے اختلافات کو ابوحنیفہ و شافعی

جیسا اختلاف سمجھتے ہیں۔ تو ہم اہلسنت کے نزدیک ان میں سے کسی ادنیٰ صحابی پر بھی طعن جائز نہیں۔"

(فتاوی رضویہ شریف جلد ۲۹)

مسلمانوں پر فرض ہے کہ ایسے بے ادب ایمان لے جانے والے شہرت پرست مولویوں سے بچ کر رہے جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے معاملات میں مداخلت کرے، ایسوں کا وعظ سننا حرام ہے، نیز ان پر واجب ہے کہ کسی بھی سنی مسلمان کو برا کہنے سے اپنے آپ کو روکے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟

نسأل الله حسن التوفيق آمين يا رب العالمين بجاه سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم ۔

سگ بارگاہ جنید زماں

فقیر غلام ناصر حشمتی ناصری غفرلہ القوی

|☆|☆|☆|☆|☆|☆|

مروان نے ایک صاحب کو دیکھا کہ مزار اعطر سید اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لپٹے ہوئے ہیں اور قبر شریف پر اپنا مُنہ رکھے ہیں، مروان نے ان کی گردن پکڑ کر کہا جانتے ہو یہ تم کیا کر رہے ہو، انھوں نے اس کی طرف منہ کیا اور فرمایا: ہاں میں کسی پتھر کے پاس نہ آیا میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہوا ہوں۔

فتاویٰ رضویہ شریف، جلد ۹، صفحہ ۵۲۹

مدیر اعلی :- نبیرۂ مظہر اعلی حضرت شہزادۂ ناصر ملت علامہ مفتی
محمد مشارب الحشمت صاحب قبلہ حشمتی
ناشر - مکتبۂ حشمتیہ